احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱۳)

حافظ عبیداللہ

راویوں کا تعارف

زُهير بن حرب: ان کا تعارف ہو چکا۔

مُعلّیٰ بن منصور الرازي (ابو يعلیٰ) الحنفي نزيل بغداد

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے ’’علامہ، حافظ، فقیہ اور بغداد کے مفتی‘‘۔ سنہ 150ھ کے قریب پیدا ہوئے۔ ابوزرعہ نے کہا: ’’معلیٰ سچے ہیں‘‘۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ’’ثقہ‘‘ کہا۔ امام عجلی نے کہا کہ ’’وہ ثقہ اور صاحبِ سُنت اور قابل تھے، انہیں کئی بار قاضی بننے کی پیش کش ہوئی لیکن آپ نے انکار کیا‘‘۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: ’’وہ ثقہ، پختہ، سچے، (جھوٹ سے) محفوظ اور فقیہ تھے‘‘۔ ابن سعد نے بھی انہیں ’’صدوق‘‘ (سچے) لکھا۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ ’’ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں، مجھے ان کی کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جو منکر ہو‘‘۔ امام احمد بن حنبل نے کہا: ’’معلیٰ بن منصور امام ابو یوسف اور امام محمد کے بڑے اور نقل وروایت میں ان کے ثقہ اصحاب میں سے تھے‘‘۔ ابن حِبان نے بھی انہیں ’’ثقہ‘‘ لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(تهذيب التهذيب، ج10 ص238 / سير اعلام النبلاء، ج10 ص365 / الجرح والتعديل، ج8 ص334)

فائدہ: بعض نے امام احمد بن حنبل کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ معلیٰ بن منصور کی حدیث نہیں لیتے تھے، اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ معلیٰ ’’اصحاب الرأی‘‘ (یعنی فقہاء) میں شمار ہوتے تھے، لیکن امام ابوزرعہ نے اس بارے میں یہ فرمایا کہ: ’’اللہ احمد بن حنبل پر رحم فرمائے، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے دل میں معلیٰ بن منصور کی احادیث کے بارے میں غصہ پایا جاتا تھا، جبکہ علی بن المدینی، ابوخیثمہ اور ہمارے دوسرے اصحاب نے معلیٰ بن منصور سے حدیث لی ہے، وہ سچے ہیں‘‘۔ بعض لوگوں نے امام احمد بن حنبل کے حوالے سے یہ نقل کر دیا کہ انہوں نے معلیٰ بن منصور کے بارے میں کہا کہ وہ کذب بیانی کرتے ہیں۔ امام ذہبی نے سير اعلام النبلاء میں اس بات کو ’’غلط بلا ريب‘‘ (بغیر کسی شک کے غلط) کہا ہے۔

سليمان بن بلال (ابو محمد) مولیٰ آل الصديق

امام ذہبی نے انہیں ایک جگہ ’’ثقہ اور امام‘‘ اور دوسری جگہ ’’الامام المُفتي الحافظ‘‘ لکھا ہے۔ امام

احمد بن حنبل اور امام نسائی نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقة صالح '' کہا۔ ابن سعد نے کہا کہ ''وہ ثقہ اور اچھی حدیث والے'' تھے۔ خلیلی نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن حِبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا۔ ابن عدی نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ (تہذیب التھذیب، ج4ص175 / سیر اعلام النبلاء، ج7ص425 /الکاشف، ج1ص457)

سهيل بن ابي صالح (ابو يزيد) المدني

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''الامام المحدّث الکبیر الصادق '' امام، عظیم محدث اور سچے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ: ''ہم سہیل بن ابی صالح کو حدیث میں پختہ (ثبت) سمجھا کرتے تھے''۔ امام احمد بن حنبل نے کہا: ''ان کی حدیث بہت اچھی ہے''۔ امام نسائی نے کہا کہ: ''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں''۔ عجلی نے کہا: ''سہیل اور ان کے بھائی عباد دونوں ثقہ ہیں''۔ ابن عدی نے کہا: ''میرے نزدیک وہ پکے ہیں اور ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں''۔ ابن حِبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا: ''سہیل ثقہ اور کثیر الحدیث'' ہیں۔ یحییٰ بن معین نے ایک جگہ سہیل اور ان کے دونوں بھائیوں عباد اور صالح کو ''ثقہ'' کہا ہے، لیکن عباس الدوری نے یحییٰ بن معین سے یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''سہیل اور علاء بن عبدالرحمٰن دونوں کی حدیث حجت نہیں ہے''۔ یحییٰ بن معین سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے سہیل کو ''ضعیف'' کہا۔

(تہذیب التھذیب، ج4ص263 / سیر اعلام النبلاء، ج5ص458)

فائدہ: ائمہ جرح وتعدیل کی اکثریت کے نزدیک سہیل بن ابی صالح ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، یحییٰ بن معین سے دونوں باتیں منقول ہیں، کہیں ثقہ کہا اور کہیں ضعیف، لہٰذا جو بات جمہور ائمہ کے مطابق ہے اسے ہی لیا جائے گا۔

ذكوان السمّان الزيّات (ابو صالح) مولیٰ جويرية الغطفانية

یہ پہلے بیان ہوئے ''سہیل بن ابی صالح'' کے والد ہیں، یہ تیل اور گھی کا کاروبار کرتے تھے اس لئے انہیں ''سمّان اور زیّات'' کہا جاتا ہے، امام ذہبی نے ایک جگہ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ''وہ ثقہ اماموں میں سے ایک ہیں'' اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ ''وہ حافظ اور حجت تھے''۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں کہا: ''وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ثقہ اور بلند مرتبہ والے ہیں، وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں (دوبار فرمایا)''۔ یحییٰ بن معین نے بھی انہیں ''ثقہ'' فرمایا۔ ابو حاتم رازی نے فرمایا: ''ذکوان ثقہ ہیں اور ان کی حدیث حجت ہے''۔ ابوزرعہ نے فرمایا: ''وہ مدنی ثقہ ہیں اور سیدھی حدیث والے ہیں''۔ امام ساجی نے بھی انہیں ''ثقہ'' فرمایا۔ ابن حِبان اور عجلی نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے انہیں ''ثقہ اور ثبت'' فرمایا۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ 101ھ میں ہوئی۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، ج4ص263 / تاریخ الاسلام للذھبی، ج5ص458 /الکاشف، ج1ص386 /سیر اعلام النبلاء، ج5 ص36 / تہذیب التھذیب، ج3ص219 / تقریب التھذیب، ص203)۔

تمنائی افسانہ اور بے بسی

تمنا عمادی صاحب کو کوئی ایسی بات نہ ملی ہوگی جس کو بنیاد بنا کر اور پھر رائی کا پہاڑ بنا کر وہ ''ابو صالح ذکوان الزیّات'' پر اپنی ''تمنائی'' جرح کے تیر چلا سکیں، لیکن حدیث دشمنی کا تقاضا بھی تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھا جائے تو انہیں تہذیب التہذیب میں ابن سعد کے حوالے سے یہ بات نظر آئی کہ ''**کان ثقة کثیر الحدیث، وکان یقدم الکوفة یجلب الزیت فینزل فی بني أسد**'' کہ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے، جب تیل لے کر کوفہ تشریف لاتے تھے تو قبیلہ بنی اسد کے ہاں ٹھہرتے تھے'' تو عمادی صاحب کو ابن سعد کی اس بات کا پہلا حصہ ''**ثقة کثیر الحدیث**'' تو نظر نہ آیا، لیکن ''**بنی اسد**'' کا لفظ دیکھا تو تقریباً تین صفحات (197 تا 200) یہ بتانے میں سیاہ کر ڈالے کہ یہ بنی اسد کا محلّہ تو جھوٹے راویوں اور وضاعین کا اڈہ تھا، اور پھر عمادی صاحب نے اپنی تحقیق کے مطابق بہت سے ایسے لوگوں کے نام بھی گنوائے ہیں جن کا تعلق اس محلّہ سے تھا اور تمنائی تحقیق کے مطابق وہ سب مجروح ہیں وغیرہ وغیرہ۔ الغرض! عمادی صاحب بالواسطہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ابوصالح الزیّات چونکہ اپنے بغداد کے سفر کے دوران بنی اسد کے محلّہ میں قیام کرتے تھے لہٰذا وہ بھی نا قابل اعتبار ٹھہرتے ہیں۔

قارئین محترم! یہ ہے منکرینِ حدیث کے ''محدث العصر'' کا علم جرح وتعدیل، بنی اسد میں کوئی راوی جھوٹا ہوتا ہے تو ہو، اس سے تو بنی اسد کے محلّہ میں مستقل رہنے والے ہر فرد کا جھوٹا اور ضعیف ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا چہ جائے کہ ایک ایسے بالاتفاق ثقہ آدمی کو اس بناء پر مجروح ثابت کرنے کی کوشش کی جائے جو مستقل رہنے والا مدینہ کا ہے اور اپنے کاروبار کے سلسلے میں کوفہ آتا ہے۔ عمادی صاحب کی کتاب کے سرورق پر لکھا ہے ''انتظارِ مہدی ومسیح۔ فنِ رجال کی روشنی میں'' یہ کون سا فنِ رجال ہے جس میں کسی راوی کو اس بناء پر مجروح قرار دیا جائے کہ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں ایسے شہر جاتا تھا جس میں جھوٹے لوگ بھی رہتے تھے؟

نا پختہ ذہانت سے غباوت اچھی — بگڑی ہوئی عقل سے حماقت اچھی

حدیث نمبر 11

''(امام مسلم فرماتے ہیں) بیان کیا ہم سے **ابو خَیثَمَة زُهیر بن حرب اور اسحاق بن ابراهیم اور ابن ابی عمر المکی** (لیکن الفاظ زہیر بن حرب کے ہیں) **اسحاق (بن ابراهیم)** نے کہا: ہمیں خبر دی، اور باقی دونوں نے کہا: ہم سے بیان کیا **سُفیان بن عیینه** نے، اُن سے **فُرات القزّاز** نے، اُن سے **ابو الطفیل (عامر بن واثلة اللیثی)** نے، اُن سے حضرت **حُذیفه بن اسِید الغِفاری**ؓ نے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر برآمد ہوئے اور ہم باتیں کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے تھے؟۔ ہم نے کہا قیامت کا ذکر کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک دس نشانیاں اُس سے پہلے نہیں دیکھ لوگے۔ پھر ذکر کیا دُھویں کا اور دجّال کا اور زمین کے

جانور کا، اور سورج کے مغرب سے نکلنے کا، اور حضرت عیسیٰ ◆ کے نازل ہونے کا، اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا، اور تین جگہ خسف ہونا (یعنی زمین میں دھنسنا) ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرہ عرب میں، اور دسویں نشانی ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔‘‘

(صحیح مسلم، ح2901، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعة)

راویوں کا تعارف:

<u>أبو خيثمة زهير بن حرب</u>: تعارف ہو چکا۔

<u>اسحاق بن ابراهيم (بن راهويه)</u>: تعارف ہو چکا۔

<u>ابن ابی عمر المكی (ابو عبدالله محمد بن يحيیٰ)</u>

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ’’**الامِام، المحدّث، الحافظ، شيخ الحرم**‘‘۔ یہ اصل میں ’’عدن‘‘ کے رہنے والے تھے لیکن مکہ منتقل ہو گئے۔ احمد بن سہل اسفرائینی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے سوال ہوا کہ کن لوگوں کی حدیث لکھی جائے، تو آپ نے جواب میں فرمایا: ’’اگر مکہ میں ہو تو ابن ابی عمر کی حدیث‘‘۔ ابن حبان نے انہیں ’’ثقہ‘‘ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ابوحاتم نے کہا: ’’وہ نیک اور سچے آدمی تھے‘‘۔

(سیر اعلام النبلاء، ج12 ص96 / تهذيب التهذيب، ج9 ص518)

<u>سفيان بن عيينه</u>: ان کا تعارف بھی پہلے ہو چکا۔

<u>فرات بن ابی عبد الرحمن التميمی البصری القزّاز، نزيل الكوفة</u>

یہ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں کوفہ منتقل ہو گئے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ’’ثقہ‘‘ فرمایا۔ ابن ابی حاتم نے بھی اپنے والد ابوحاتم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ’’یہ صالح الحدیث (اچھی حدیث والے) ہیں‘‘۔ ابن حبان نے انہیں ’’ثقہ‘‘ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ عجلی نے بھی انہیں ’’ثقہ‘‘ لکھا ہے۔ ابن شاہین نے بھی سفیان بن عیینہ کے حوالے سے انہیں ’’ثقہ‘‘ لکھا ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ’’**وثّقه ابن معين وغيره**‘‘ یحییٰ بن معین اور دوسرے لوگوں نے انکی توثیق کی ہے۔ اور ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ ’’**وثّقوه**‘‘ انہوں نے (یعنی ائمہ جرح وتعدیل نے) انہیں ’’ثقہ‘‘ کہا ہے۔

فرات القزّاز کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے، نہ ہی یہ کوئی مجہول شخصیت ہیں اور نہ ہی کسی نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج7 ص129 /الجرح والتعديل لابن ابي حاتم، ج7 ص79 /تاريخ الاسلام للذهبي، ج3 ص479 /ميزان الاعتدال، ج3 ص343 /الكاشف، ج2 ص119 /تهذيب الكمال، ج23 ص150 /تهذيب التهذيب، ج8 ص258 /معرفة الثقات للعِجلي، ج2 ص204 /كتاب الثقات لابن حِبان، ج7 ص321 /تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين، ص265)۔

تمنائی غلط بیانی

قارئین محترم! آپ نے ''فرات القزّاز'' کے بارے میں تمنا عمادی صاحب کے دنیا میں آنے سے کئی صدیاں پہلے ہونے والے ائمہ اسماء الرجال کے اقوال ملاحظہ فرمائے، اب آیئے چودھویں صدی کے ان ''محدث العصر'' کی تحقیق بھی پڑھیے، لکھتے ہیں:

''فرات القزّاز ایک مجہول الحال آدمی ہیں، نہ ان کا سال ولادت معلوم نہ سال وفات، یہاں تک کہ نہ ان پر کسی کی جرح ہے نہ تعدیل، چونکہ امام مسلم ان کی حدیث روایت کر رہے ہیں اس لئے دو تین کوفیوں نے ان کو صرف ثقہ لکھ دیا اور بس''۔ (انتظارِ مہدی و مسیح، ص 210-211)

جہاں تک عمادی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ''یہ مجہول الحال شخصیت'' ہیں یہ سراسر ''جھوٹ'' ہے، اگر کسی راوی کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کتابوں میں نہیں لکھی تو اس سے وہ مجہول الحال نہیں بن جاتا، پھر اگر یہ مجہول ہوتے تو اسماء الرجال کے ائمہ کی ایک کثیر تعداد ان کا تعارف اپنی کتابوں میں نہ کراتی اور انہیں ثقہ نہ کہتی، یا کم از کم کوئی ایک تو انہیں مجہول لکھتا۔

نیز عمادی صاحب خود تضاد کا شکار ہیں، پہلے لکھتے ہیں کہ فرات القزّاز پر نہ کسی نے جرح کی ہے اور نہ ہی کسی نے ان کی تعدیل (یا توثیق) کی ہے، پھر خود ہی تسلیم بھی کرتے ہیں کہ دو تین کوفیوں نے انہیں ''ثقہ'' لکھا ہے لیکن شاید اپنے اوپر ہونے والی ''وحی'' کی بناء پر فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے صرف اس وجہ سے انہیں ''ثقہ'' لکھا ہے کہ امام مسلم ان کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ میں نے ''وحی کی بناء پر'' اس لئے کہا کہ یہ بات عمادی صاحب کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کہیں نہیں ملتی، نیز جب ''فرات القزّاز'' خود کوفہ میں رہتے تھے تو ان کے بارے میں کوفہ کے ائمہ جرح وتعدیل ہی بہتر جانتے تھے نہ کہ ہندوستان کے صوبہ بہار کے علاقہ پھلواری کے رہنے والے بزعمِ خود فنِ رجال کے ماہرین۔

عمادی صاحب کی ان ''تلبیسات'' کو پڑھ کر ان کے ''یارانِ طریقت'' تو خوب داد دیتے ہوں گے، لیکن میں صرف یہ عرض کروں گا کہ:

تم نے اس میں ضابطہ رکھا جھوٹ بولا تو عمر بھر بولا

ابو الطفيل عامرؓ بن واثلة الليثي

حضرت عامر بن واثلہؓ بالاتفاق صحابہ کرامؓ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آپ آٹھ نو سال کے تھے، آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کوفہ میں رہے اور بعد میں مکہ آ گئے، وہیں آپ کی وفات سنہ 100ھ اور 110ھ کے درمیان (باختلاف اقوال) ہوئی۔ امام ذہبی **سیر اعلام النبلاء** میں لکھتے ہیں کہ: ''**وكان أبو الطفيل ثِقةً فيما ينقله، صادقاً، عالماً، شاعراً، فارساً، عُمِّر دهراً طويلاً، وشهِد مع علي حروبه**'' ابوالطفیل ثقہ، سچے، عالم، شاعر اور اچھے گھڑ سوار تھے، آپ نے ایک لمبا زمانہ عمر

پائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ رہے۔

آپ کا تذکرہ وتعارف مندرجہ ذیل کتب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج6 ص446 /الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج1 ص480 دار الفكر بيروت /أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج3 ص143 دار الكتب العلمية بيروت /الاصابة في تمييز الصحابة، ج5 ص536 قاهره مصر /الجرح والتعديل، ج6 ص328 /تهذيب الكمال، ج 14 ص79 /تاريخ الاسلام للذهبي، ج2 ص1201 /سير اعلام النبلاء، ج3 ص467 /تهذيب التهذيب، ج5 ص82 /معرفة الثقات للعِجلي، ج2 ص15 /كتاب الثقات لابن حِبان، ج3 ص291 وغيرها من الكتب)

ایک وضاحت: حضرت ابوالطفیلؓ چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں تھے اور آپ کے خاص آدمی تھے اس لئے کتابوں میں ان کے بارے میں لکھا ملتا ہے کہ ''**كان من شيعة علي**'' وہ حضرت علیؓ کے شیعہ میں سے تھے یا لکھا ملتا ہے کہ وہ ''**شيعي**'' تھے۔ اگرچہ یہاں اس کا صرف یہ معنی ہے کہ آپ حضرت علیؓ کی جماعت میں سے تھے، لیکن ان لوگوں کے لئے جو علم اسماء الرجال سے واقفیت نہیں رکھتے یہ وضاحت ضروری ہے کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں اگر کسی راوی کے بارے میں لکھا ہو کہ وہ ''**متشیع**'' تھا یا ''**شیعہ**'' تھا تو اس سے آج کے زمانے میں معروف شیعہ مراد نہیں ہوتا، متقدمین ائمہ کی اصطلاح میں ''شیعہ'' اور ''رافضی'' میں فرق ہے، اسی لئے اسماء الرجال کی کتابوں میں ''شیعہ'' اور ''رافضی'' کو الگ الگ بیان کیا جاتا ہے (جبکہ بعد میں رافضی کو ہی شیعہ کہا جانے لگا)، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

''**فالتشيع في عرف المتقدمين هو اعتقاد تفضيل علي على عثمان، وأن علياً كان مصيباً في حروبه، وأن مخالفه مخطيء، مع تقديم الشيخين وتفضيلهما...... (الى أن قال)...... وأما التشيع في عرف المتأخرين فهو الرفض المحض**'' متقدمین کے عرف میں ''شیعہ'' ہونے کا مطلب صرف یہ اعتقاد رکھنا ہوتا تھا کہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت ہے اور حضرت علیؓ اپنی جنگوں میں درست موقف پر تھے اور ان کے مخالفین کا موقف غلط تھا جبکہ حضرات ابوبکرؓ وعمرؓ تمام صحابہ کرام سے افضل اور مقدم ہیں...... جبکہ متأخرین کے نزدیک ''شیعہ'' اور ''رافضی'' ایک ہی ہیں۔ (تهذيب التهذيب، ج1 ص94 ترجمة: أبان بن تغلب)

ایسی ہی بات امام ذہبیؒ نے بھی لکھی ہے، نیز انہوں نے تو یہ وضاحت بھی کی ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ میں سے برتر اور افضل کون ہے تو صحابہ وتابعین میں سے بہت سے لوگ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل رہے ہیں، ہاں جمہور امت کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو برتری حاصل ہے (سير اعلام النبلاء، ج16 ص457-458)۔

الغرض! تمنا عمادی صاحب جیسے لوگ کبھی یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ''فلاں راوی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ شیعہ تھا'' تو اس سے متقدمین کی اصطلاح والا شیعہ مراد ہوتا ہے، ہاں جس راوی کے بارے میں ''رافضی'' لکھا ہو اس سے آج

کے زمانے میں معروف شیعہ مراد ہوگا۔

حذیفة بن اُسید بن خالد (ابو سریحة) الغفاریؓ

یہ بھی صحابی ہیں اور صلح حدیبیہ میں موجود تھے، یہ بھی لکھا ہے کہ بیعت رضوان کرنے والوں میں یہ بھی شامل تھے۔ان کی وفات سنہ 42 ہجری میں ہوئی اور حضرت زیدؓ بن ارقم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ان کا تعارف مندرجہ ذیل کتب میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج3 ص96 /الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج1 ص201 دار الفكر، بيروت /أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج1 ص703 دار الكتب العلمية بيروت /الاصابة في تمييز الصحابة، ج2 ص494 قاهره مصر /الجرح والتعديل ، ج3 ص256 /تهذيب الكمال، ج5 ص493 /تهذيب التهذيب، ج2 ص219 /معرفة الثقات للعجلي، ج1 ص289 /كتاب الثقات لابن حِبان، ج3 ص81 /تاريخ ابن عساكر، ج12 ص253 /الكاشف للذهبي، ج1 ص315 وغيرها من الكتب)۔

(جاری ہے)

دعاءِ صحت

- مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ دوسال سے کومے میں ہیں
- مجلس احرار اسلام بہاول پور کے صدر قاری عبدالعزیز صاحب علیل ہیں
- مدرسہ معمورہ کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی علیل ہے
- لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب طویل عرصے سے علیل ہیں
- چودھری عبدالجبار صاحب صدر مجلس احرار اسلام خان پور علیل ہیں
- حافظ محمد جمال صاحب قدیمی کارکن مجلس احرار اسلام غازی پور
- ڈیرہ اسماعیل خان کے احرار کارکن حافظ فتح محمد علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن قاضی رفیع الدین کی خالہ محترمہ شدید علیل ہیں
- حافظ محمد صدیق چوہان صدر مجلس احرار اسلام رحیم یار خان شہر علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام کراچی کے نائب امیر اور مدرسہ محمدیہ، جامعہ مسجد محمدی مہران ٹاؤن کراچی کے بانی و مہتمم مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کے بھائی قاری عبدالشکور علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں،اللہ تعالیٰ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے۔